نوٹس: توضیح تلویح سوالاً جواباً

مؤلف: مفتی احمد نواز قادری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

← 0302-4154930 یا گوگل پر اردو میں سرچ کریں:

مفتی احمد نواز قادری کے نوٹس



کلماتِ آغاز

الحمد للہ "**الفرید آن لائن اکیڈمی**" بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تاکہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

ہمارے نوٹس کی خصوصیات:

← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔

← سوالاً جواباً، آسان فہم۔

← طوالت سے پاک۔

← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔

← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔

← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔

← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

نوٹ: ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

توضیح تلویح کے نوٹس

سوال:توضیح کے مصنف کا تعارف بیان کریں؟

جواب:

یاد رہے تلویح "توضیح" کی شرح ہے اور توضیح "تنقیح" کی شرح ہے، تنقیح اور اس کی شرح توضیح دونوں کے مصنف صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ بن مسعود بن محمود (المتوفیٰ 747ھ) شارح وقایہ ہیں جن کے مختصر حالات زندگی درج ذیل ہیں:

نام:عبید اللہ

والد کا نام:مسعود

لقب:صدر الشریعہ الاصغر

نسبت:المحبوبی الانصاری

مکمل نام: صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ الاکبر احمد بن جمال الدین عبد اللہ المحبوبی الانصاری

ولادت ووفات:(---ھ،وفات:747ھ)لم اطلع علی سن ولادتہ

تعارف

صدرالشریعہ عبید اللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا گھرانہ شروع سے ہی علم و فضل میں مشہور و معروف تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تاج الشریعہ اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے ، ازبکستان کے مشہور شہر بخارا میں صدرالشریعہ کا مزار ہے، سلسلہ نسب آپ کا مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے جد امجد صدرالشریعہ کے لقب سے مشہور تھے اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ صدرالشریعہ الاصغر کے لقب سے مشہور ہیں۔

اساتذہ: اپنے دادا تاج الشریعہ محمود بن احمد المحبوبی وغیرہ علماء سے علم حاصل کیا۔

تلامذہ: ابو طاہر محمد بن حسن بن علی طاہری، محمد بن محمد بخاری فصل الخطاب کے مصنف کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تعریفی کلمات

علامہ عبد الحیٔ لکھنوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بیان کرتے ہیں:"هو الإمام المتفق عليه والعلامة المختلف إليه حافظ قوانين الشريعة ملخص مشكلات الأصل والفرع شيخ الفروع والأصول عالم المعقول والمنقول فقيه أصولى خلافي جدلى محدث مفسر نحوى لغوى أديب نظار متكلم منطقى عظيم القدر جليل المحل غذى بالعلم والأدب"(الفوائد البهيہ ،ص109، مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام متفق علیہ تھے اور آپ کے علامہ ہونے میں اختلاف ہے، قوانین شریعت کے محافظ ،اصول و فروع کے شیخ اور اِن کے مشکل مقامات کی تلخیص کرنے والے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے عالم، فقیہ، اصولی، اختلافی مسائل میں مہارت رکھنے والے،مناظرہ کے ماہر، محدث، مفسر، نحوی،لغت کو جاننے

والے،ادیب، وسیع النظر،متکلم ، منطقی،بلند مرتبہ والے، اعلیٰ مقام والے اور علم وادب کو جانے والے تھے۔

تلمیذ محقق علی الاطلاق علامہ قاسم بن قطلوبغہ فرماتے ہیں:"عالم محقق،وحبر مدقق له تصانیف مفیدة"(تاج التراجم،ص203،دار القلم دمشق)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ محقق عالم،نہایت باریک بین اور عمدہ کتب کے مصنف ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تاج الشریعہ کے بارے علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں:"عامل فاضل تحریر کامل بحر زاخر حبر فاخر صاحب التصانیف الجلیلة"(الفوائد البہیہ،ص207،مطبعۃ السعادۃ مصر) آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم،فاضل، تحریر میں کامل،بحرِ بے کراں اور علامہ فاخر تھے۔

صاحب صدر الشریعہ کی تصانیف:شرح وقایہ،نقایہ،تنقیح،توضیح۔

صدر الشریعہ کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب دیکھیں:

(تاج التراجم، ص203،دارالقلم دمشق، الفوائد البہیہ ،ص109، مطبعۃ السعادۃ مصر،ہدیۃ العارفین، ص649،داراحیاء التراث بیروت، الاعلام للزرکلی،ج4،ص197،دارالعلم،الجواہر المضیہ،ج2، 365،دارالمعارف حیدرآباد)

سوال:شارح توضیح یعنی صاحب تلویح کا بھی کچھ تعارف بیان کر دیں؟

جواب:درج ذیل ہے:

نام: مسعود

والد کا نام: عمر

لقب: سعد الدین

نسبت: تفتازانی

مکمل نام: سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی

ولادت و وفات: (722ھ،792ھ)

تعارف

علم الکلام کے امام، صرف و نحو کے عظیم محقق، بلاغت کے منفرد مدقق، استاذ الاساتذہ، علامہ وقت و فہامہ دہر سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک علاقہ تفتازان میں پیدا ہوئے اسی لئے تفتازانی کہلائے۔ سرخس میں اقامت اختیار کی لیکن انہیں امیر تیمور اپنے ساتھ سمرقند لے گیا جو آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ آپ شروع میں حصول دین کے لئے قاضی عضد الدین کے پاس گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قاضی عضُدُ الدِّین عبد الرحمٰن شیرازی کے حلقۂ درس میں سب سے زیادہ کُند ذہن تھے، بلکہ کُند ذہنی میں آپ کی مثال دی جاتی تھی، اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمت نہ ہاری بلکہ کسی کی بات کو خاطر میں لائے بغیر اپنے اسباق پڑھنے اور یاد رکھنے کے لئے کوشش اور محنت جاری رکھی۔

واقعہ

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ سبق یاد کرنے میں مصروف تھے کہ ایک اجنبی شخص نے آکر کہا: سعد الدین! اٹھو، ہم سیر و تفریح کرنے چلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "مجھے سیر و تفریح کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، (نیز میری حالت ایسی ہے کہ) مطالعے کے باوجود مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، میں بھلا کس طرح سیر کو جا سکتا ہوں؟" یہ سن کر وہ شخص چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد پھر لوٹ آیا اور سیر و تفریح کے لیے چلنے کو کہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنا سابقہ جواب دہرایا اور اسے چلتا کیا۔ وہ پھر چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد دوبارہ لوٹ آیا اور اب کی بار کہنے لگا: "آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یاد فرما رہے ہیں۔" یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور ننگے پاؤں ہی محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دیدار کے لیے دوڑ پڑے حتی کہ شہر سے باہر ایک مقام پر پہنچے جہاں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک گھنے درخت کے سائے میں جلوہ فرما تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہمارے بار بار بلانے پر آپ نہیں آئے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد فرما رہے ہیں اور آپ تو میری کند ذہنی اور کمزور یادداشت سے بخوبی آگاہ ہیں، میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔" حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی فریاد سن کر دریائے رحمت جوش میں آیا، نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اپنا منہ کھولو۔" آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے منہ کھولا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا لُعابِ دَہن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیْہ کے منہ میں ڈال دیا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لیے دعا فرمائی اور کامیابی کی بشارت عطا فرما کر گھر لوٹ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

دوسرے دن جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ قاضی عضُد الدین کے درس میں حاضر ہوئے تو دورانِ سبق آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے استاد صاحب کے درس میں کچھ علمی سوالات کئے (جو معنوی اعتبار سے باریک بینی اور گہری سوچ کا نتیجہ تھے) درس میں شریک طلبہ ان سوالات کی گہرائی تک نہ پہنچ سکے اور فضول و بے معنی سمجھ کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی باتوں سے صَرفِ نظر کرنے لگے، مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے استاد قاضی عضُد الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو بذاتِ خود میدانِ علم کے شہسوار تھے، حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی علمی باتیں سن کر اَشکبار ہوگئے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: "اے سعد الدین! آج تم وہ نہیں ہو جو کل تھے۔" پھر حضرت سیّدنا سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تمام واقعہ استاد صاحب کی بارگاہ میں بیان کر دیا۔ (شذرات الذھب، ج8، ص548، دار ابن کثیر – دمشق)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جن علوم و فنون سے نوازا وہ بہت کم ہی کسی کے حصہ میں آئے، بلاغت و ادب میں آپ کو متفق علیہ امام تسلیم کیا جاتا ہے اور علم الکلام کا بہترین محقق شمار کیا جاتا ہے، آپ کی اسی علمی جاہ و جلالت کی وجہ سے بعض مؤرخین نے آپ کو حنفی شمار کیا اور بعض نے شافعی شمار کیا کیونکہ اس امر میں تحقیق کلام موجود نہیں۔

حضرت میر سید سے مناظرہ

ایک دفعہ میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ تفتازانی کے حواشی "کشاف" پر اعتراض کیا۔ زیر بحث "کشاف" کی وہ عبارت تھی جس میں ﴿أُوْلَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدٗى مِّن رَّبِّهِمۡ﴾ میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیاہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معتزلی کو جج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ امیر تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کر دیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کر دی۔ کہا جاتا ہے علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ کا اسی غم میں محرم (792ھ) میں انتقال ہو گیا۔ محققین و مؤرخین کے نزدیک اس مناظرہ میں علامہ کے ساتھ انصاف نہیں ہوا جس کی من جملہ وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کی امیر تیمور میر سید کی طرف زیادہ میلان رکھتا تھا اسی لیے جج نے بھی فیصلہ انہیں کے حق میں دے دیا۔ واللہ اعلم۔

اساتذہ: قاضی عضد الدین شیرازی، قطب الدین رازی، ضیاء الدین عبد اللہ بن سعد اللہ بن محمّد بن عثمان قزوینی قرمی، نسیم الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن مسعود نیشاپوری، احمد بن عبد الوہاب قوصی۔

تلامذۃ: حسام الدین بن علی بن محمد ابیوردی، برہان الدین حیدر بن محمد بن ابراہیم شیرازی ہروی، جلال الدین یوسف، عبد الواسع بن خضر، علاء الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمد بخاری حنفی، محمد بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد رازی، امین الدین جبریل بن صالح بن اسرائیل بغدادی، علاء الدین ابو الحسن علی بن مصلح الدین موسیٰ رومی۔

تعریفی کلمات

فوائد بھیہ میں علامہ کفوی کے حوالہ سے منقول ہے: "كان التفتازاني من كبار علماء الشافعية ومع ذلك له آثار جليلة في أصول الحنفية وكان من محاسن الزمان لم تر

العيون مثله في الأعلام والأعيان وهو الأستاذ على الإطلاق والمشار إليه بالاتفاق والمشهور في ظهور الآفاق المذكور في بطون الأوراق اشتهرت تصانيفه في الأرض وأتت بالطول والعرض حتى أن السيد الشريف في مبادى التأليف وأمناء التصنيف كان يغوص في بحار تحقيقه وتحريره ويلتقط الدرر من تدقيقه وتسطيره ويعترف برفعة شأنه وجلالته وقدر فضله وعلو مقامه"(**فوائد بہیہ**، ص135، مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ: علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کبار علمائے شافعیہ میں سے تھے اس کے باوجود آپ کی کئی تصانیف اصول حنفیہ پر لکھی گئی ہیں، اپنے زمانہ کے بڑے، ماہر علماء میں سے تھے، آنکھوں نے آفاق میں آپ کی مثل نہیں دیکھا ،استاذ مطلق، امام متفق علیہ، جہاں کے گوشوں میں مشہور، زمین میں آپ کی مطول و مختصر تصانیف پھیل گئیں حتی کہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابتدائی تالیفات میں آپ کی کتب سے بھی نقل اور استفادہ کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت، جاہ و جلال، فضائل اور علو مقام کا اعتراف کرتے۔

قال ابن خلدون:"ولقد وقفت بمصر على تأليف في المعقول لرجل من عظماء هراة من بلاد خراسان يعرف بسعد الدين، يشهد بأن له ملكة راسخة في هذه العلوم، وفي أثنائه ما يدل على أن له اطلاعا على العلوم الحكمية وتعلقا بها، وقدما عالية في سائر الفنون العقلية والله يؤيد من يشاء"(درۃ الحجال فی اسماء الرجال، ج3، ص14، رقم 901، دار التراث– قاہرہ)

ترجمہ: ابن خلدون کہتے ہیں کہ میں مصر میں خراسان کے شہر ہراۃ کے ایک عظیم عالم کی علوم عقلیہ پہ لکھی جانے والی تصانیف پر مطلع ہوا جن سے واضح ہوتا تھا کہ ان کے مصنف کو اس علم میں ملکہ راسخہ، علوم حکمیہ میں اسے مکمل دسترس اور تمام فنون عقلیہ میں اسے یدطولیٰ حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان قد انتهت إليه معرفة علوم البلاغة والمعقول بالمشرق بل بسائر الأمصار لم يكن له نظير في معرفة هذه العلوم مات في صفر سنة 792" (الدرر الکامنۃ، ج6، ص112، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد)

ترجمہ: علم بلاغت اور علوم عقلیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر انتہاء ہوگئی، مشرق بلکہ سارے بلاد میں اِن علوم کی معرفت میں آپ کی کوئی نظیر نہیں تھا۔ صفر 792ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

طبقات المفسرین میں ہے: "اشتهر ذكره، وطار صيته، وانتفع الناس بتصانيفه" (طبقات المفسرین لداوودی، ج2، ص319، دار العلمیہ بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ اور ذکر آفاق میں پھیل گیا اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے فائدہ حاصل کیا۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغیۃ میں فرماتے ہیں: "الإمام العلامة عالم بالنحو والتصريف والمعاني والبيان والأصلين والمنطق وغيرها" (بغیۃ الوعاۃ، ج2، ص285، المکتبۃ العصریہ لبنان)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام وقت، علامہ دہر اور نحو، صرف، معانی، بیان، اصول اور منطق کے بہترین عالم تھے۔

تصانیف

اربعین فی الحدیث، ارشاد الہادی فی النحو، الاصباح فی شرح دیباجۃ المصباح فی النحو، ترکیب الجلیل فی النحو، تلویح شرح توضیح، تہذیب المنطق والکلام، الجذر الاصم فی شرح مقاصد الطالبین، حاشیہ علی الکشاف ،دفع النصوص والنقوص، شرح تصریف الزنجانی، شرح تلخیص المفتاح، شرح حدیث الاربعین، شرح الشمسیہ في المنطق ،شرح عقائد نسفی، شرح فرائض السراجیہ، شرح الکشاف، شرح منتہی السوال والامل لابن الحاجب، فتاوی الحنفیہ، قوانین الصرف، کشف الاسرار وعدۃ الابرار فی تفسیر القرآن، المختصر المعانی، مطول، مفتاح الفقہ، مقاصد الطالبین، نعم السوابغ فی شرح النوابغ للزمخشری۔(ہدیۃ العارفین ،ج2،ص430،احیاء التراث بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے لیے درج ذیل کتب دیکھیں:

(ہدیۃ العارفین ،ج2،ص429،احیاء التراث بیروت، شذرات الذھب، ج8،ص547، دارابن کثیر – دمشق، بغیۃ الوعاۃ،ج2،ص285،المکتبۃ العصریہ لبنان، طبقات المفسرین لداوودی، ج2،ص319، دارالعلمیہ بیروت، الدرر الکامنۃ، ج6،ص112، دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد، الاعلام للزرکلی،ج7،ص219،دارالعلم،انباء الغمر،ج1،ص389،احیاء التراث –مصر،طبقات الحنفیہ لملا علی قاری،ج2،ص537،دارالوقف السنی عراق)

سوال:توضیح تلویح کا تعارف بیان کریں؟

جواب:

توضیح تلویح

توضیح اصول فقہ پہ لکھی جانے والی نہایت معتبر کتاب ہے جو باقاعدہ درسِ نظامی کے نصاب میں پڑھائی جاتی ہے ، کئی اس پر شروحات اور حواشی لکھے جاچکے ہیں جن میں زیادہ مشہور شرح علامہ وقت سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو "التلویح" کے نام سے موسوم ہے۔

اردو شروحات: التوشیح شرح التوضیح(محمد عثمان شمسی ، انڈیا)۔ شرح توضیح تلویح (مولانا عبدالرزاق بھترالوی، مکتبہ امام احمد رضاخاں راولپنڈی)۔خلاصہ توضیح تلویح(مولاناعبدالرزاق بھترالوی، مکتبہ امام احمد رضاخاں راولپنڈی)۔انوارتوضیح تلویح(عبدالرزاق قادری، مطبوعہ پروگریسوبکس لاہور)۔اغراض توضیح تلویح(محمدیوسف قادری، مطبوعہ شبیربرادرزلاہور)

سوال:﴿الیہ یصعد الکلمُ الطیبُ﴾ میں "الیہ" میں موجود "ہ" ضمیر کامرجع کون ہے؟

جواب:اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اگرچہ پیچھے لفظاًاس کا ذکر نہیں ہوالیکن یہاں اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کاذکر ہر بندہ مومن کے دل میں ہوتاہے خاص طور پر جب کلام شروع ہو۔جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وبالحق انزلنٰہ وبالحق نزل﴾۔ ایسے ہی فرمایا: ﴿انہ لقرآن کریم﴾۔یہاں انزلنہ میں "ہ" ضمیر اور انہ میں "ہ" ضمیر کامرجع قرآن مجید ہے،اگرچہ لفظاً پیچھے اس کاذکر نہیں ہوامگر ذہن میں موجودہے۔

سوال:الطیّب "الکلم" کی صفت کیسے ہے کیونکہ الکلم جمع ہے اور الطیب واحد ہے جبکہ موصوف صفت میں مطابقت ضروری ہے؟

جواب: ہر وہ جمع جس کے واحد اور جمع میں صرف "ۃ" کا فرق ہو اس کی صفت مذکر و مؤنث دونوں طرح آسکتی ہے۔ جیسے: نخل خاویۃ اور نخل منقعر۔ یہاں پہلی آیت کے حصے میں "نخل" کی صفت خاویۃ مؤنث لائی گئی ہے اور دوسری آیت میں صفت منقعر مذکر ہے۔

سوال: اصل سے کیا مراد ہے؟

جواب: اصل وہ ہے جس پر غیر کی بنیاد رکھی جائے۔ یہ بنائے حسی کو بھی شامل ہے اور بنائے عقلی کو بھی شامل ہے جس کا مطلب ہے حکم کا اپنی دلیل پر مرتب ہونا۔

سوال: تعریف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تعریف کی دو قسمیں ہیں:

← حقیقی

← اسمی

تعریف حقیقی: جیسے ماہیات حقیقیہ کی تعریف۔

تعریف اسمی: جیسے ماہیات اعتباریہ کی تعریف۔ جس طرح اصل، فقہ، جنس، نوع کے لفظ کی تعریف کرنا۔

سوال: تعریف حقیقی اور اسمی کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب: تعریف حقیقی اور اسمی کے لیے طرد و عکس یعنی اپنے افراد کو جامع ہونا اور دخول غیر سے مانع ہونا شرط ہے۔ جیسے انسان کی تعریف کرنا "حیوان ماشی" کے ساتھ یہ دخول غیر سے مانع نہیں کیونکہ جانور بھی

چلتے ہیں۔اور "حیوان کاتب بالفعل" کے ساتھ تعریف کرنا یہ اپنے افراد کو جامع نہیں اس لیے کہ بالفعل انسان کا ہر فرد کاتب نہیں۔

فائدہ:

یہاں جو اصل کی تعرف کی گئی ہے یہ تعریف اسمی ہے، حقیقی نہیں۔

سوال: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کیا تعریف فرمائی ہے؟

جواب: "معرفۃُ النفس مالہا وماعلیہا" یعنی نفس کا ان چیزوں کو پہچانا جو اس کے لیے فائدہ مند ہیں اور جو اس کے لیے نقصان دہ ہیں۔ جبکہ اس پر "عملاً" کی قید کا اضافہ کیا جائے گا تا کہ علم الکلام اور تصوف نکل جائے۔

فائدہ:

معرفت سے مراد ہے جزئیات کو دلیل سے جاننا، لہذا اس تقلید نقل گئی کیونکہ تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے۔

فائدہ:

مکلَّف جو چیزیں بجالاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

← واجب

← مندوب

← مباح

← مکروہ تنزیہی

← مکروہ تحریمی

← حرام

یہ کل چھے قسمیں ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو صورتیں ہیں فعل اور ترک یعنی کرنا اور نہ کرنا۔اس طرح یہ کل 12 قسمیں بن گئیں۔

سوال:"مالھا وما علیھا"سے کیا مراد ہے؟

جواب:درج ذیل ہے:

- اس سے مراد ہیں وہ چیزیں جو نفس کے لیے نفع مند ہیں اور نقصان دہ ہیں آخرت میں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:﴿لھا ماکسبت وعلیھا ما اکتسبت﴾۔

❖ اگر نفع سے مراد ثواب لیا جائے اور ضرر سے مراد سزا تو واجب اور مندوب کے کرنے پر ثواب ہو گا جبکہ حرام، مکروہ تحریمی کے کرنے پر اور واجب کے ترک پر سزا دی جائے گی۔اور باقی پر نہ ثواب ہو گا اور نہ ہی سزا۔لہذا وہ دونوں قسموں یعنی ثواب اور سزا میں سے کسی میں بھی داخل نہیں۔

❖ اگر نفع سے مراد عدمِ سزا ہو اور اور ضرر سے مراد عقاب یعنی سزا ہو تو حرام، مکروہ تحریمی کو کرنا اور ترک واجب دوسری قسم سے ہونگے یعنی جس پر سزا ہو گی۔اور باقی 9 صورتیں پہلی قسم یعنی عدمِ عقاب سے ہونگی۔

❖ اگر نفع سے مراد لیں ثواب اور ضرر سے عدمِ ثواب تو واجب اور مندوب یعنی مستحب کے کرنے پر ثواب ہو گا اور باقی 10 صورتیں ان میں سے ہیں جس پر ثواب نہیں۔

- اگر مالہا وما علیہا سے مراد لیں "مایجوز لہا وما یجب علیہا" تو حرام اور مکروہ تحریمی کے علاوہ کا فعل اور واجب کے علاوہ کا ترک "مایجوز لہا" میں سے ہو گا اور واجب کو کرنا، حرام اور مکروہ تحریمی کا ترک "مایجب علیہا" سے ہو گا۔ اور بقیہ صورتیں دونوں قسموں سے خارج ہو نگی۔
- اگر مالہا وما علیہا سے مراد لیں "مایجوز لہا ومایحرم علیہا" تو اس صورت میں یہ دونوں قسمیں تمام صورتوں کو شامل ہو نگی۔فخذہ ولاتنسیٰ فانہ من مزال الاقدام ومطارح الاذکیاء۔

سوال:مالہا وماعلیہا کس کس علم کو شامل ہیں؟

جواب:درج ذیل ہے:

- یہ علم الکلام کو بھی شامل ہے جیسے ایمان کا واجب ہونا۔
- وجدانیات یعنی تصوف کے علم کو بھی شامل ہے۔
- عبادات کو بھی شامل ہے۔ جیسے: نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ۔

نوٹ:

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعریف میں "عملاً" کی قید اس لیے نہیں لگائی کیونکہ آپ نے عموم کا ارادہ کیا ہے یعنی آپ کے نزدیک یہ تعریف علم الفقہ، علم الکلام اور تصوف تینوں کو شامل ہے اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام کا نام فقہ اکبر رکھا۔

سوال: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے فقہ کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: "العلمُ بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ من ادلتہا التفصیلیۃ" یعنی احکام شرعیہ عملیہ کو تفصیلی دلائل سے جاننا۔ اس تعریف میں:

- "العلم" جنس ہے اور باقی فصلیں ہیں۔
- حکم سے مراد ایک امر کی دوسرے امر کی طرف نسبت کرنا۔ اگر حکم اصطلاحی مراد لیں تو اس تعریف یوں کی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کا خطاب جو مکلَّفین کے افعال سے تعلق رکھے اقتضاء یا تخییر کے طریقے پر۔
- اگر حکم کی پہلی تعریف مراد لیں تو اس سے ذات اور صفات کا علم نکل جائے گا یعنی تصورات نکل جائیں گے اور تصدیقات باقی رہیں گی۔
- "الشرعیہ" کی قید سے احکام عقلیہ اور حسیہ نکل جائیں گے۔ جیسے: عالَم حادث ہے اور آگ جلانے والی ہے۔
- اگر حکم کی دوسری تعریف مراد لیں تو پھر "بالاحکام" کی قید سے احتراز ہو گا اس علم سے جو اللہ تعالیٰ کے خطاب کے علاوہ ہو۔ اس تعریف کے اعتبار سے حکم کی دو قسمیں ہیں: حکم شرعی اور غیر شرعی۔ حکم شرعی جو شرع پر موقوف ہے اور غیر شرعی جو شرع پر موقوف نہیں۔ جیسے: ایمان کا

واجب ہونا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تصدیق وغیرہ یہ شرع پر موقوف نہیں بلکہ شرع ان پر موقوف ہے۔

← العملیہ کے قید سے ان احکام سے احتراز ہے جو نظری ہیں۔ جیسے: اجماع کے حجت ہونے کا علم۔

← من ادلتہا کی قید سے تقلید نکل گئی کیونکہ وہ دلیل کے بغیر ہوتی ہے۔

← تفصیلیہ کی قید سے اجمالی دلائل نکل گئے۔ جیسے: مقتضی اور نافی۔

سوال: امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: "خطابُ اللہ تعالیٰ المتعلقُ بأَفعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر" اللہ تعالیٰ کا خطاب جو مکلَّفین کے افعال سے تعلق رکھے اقتضاء یا تخییر کے طریقے پر۔ اس تعریف میں:

❖ "خطاب اللہ" اللہ تعالیٰ کے تمام خطابات کو شامل ہے۔

❖ "المتعلقُ بأَفعال المکلفین" کی قید سے وہ خطابات نکل گئے جو مکلفین کے افعال سے تعلق نہیں رکھتے۔ جیسے: قصص، اَمثال اور وہ آیات جو صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔

❖ بعض نے تعریف میں "وضع" کی قید بھی لگائی ہے تاکہ سبب اور شرط کا حکم داخل ہو جائے۔

سوال: فقہاء نے حکم کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: فقہاء بطور مجاز حکم کا اس پر اطلاق کرتے ہیں جو خطاب سے ثابت ہو۔ جیسے کسی چیز کا واجب ہونا اور حرام ہونا۔ جس طرح خلق مخلوق کے معنیٰ میں۔

سوال: حکم کی تعریف پر کون کون سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- حکم کی تعریف پر پہلا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ حکم اصطلاحی وہ ہے جو خطاب کے ساتھ ثابت ہو نہ کہ نفس خطاب۔
- دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اس تعریف سے وہ افعال نکل گئے جو بچے کے فعل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے: اس کی بیع کا جائز ہونا، اس کے اسلام اور نماز کا صحیح ہونا وغیرہ۔
- تیسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اس تعریف سے وہ حکم نکل گیا جو قیاس سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہاں خطاب نہیں مگر حکم ہے۔
- چوتھا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اس تعریف سے "آمنوا اور فاعتبروا" کی مثل نکل گئے ہیں حالانکہ یہ بھی امر ہیں۔

سوال: حسن و قبح کے عقلی ہونے میں اختلاف بیان کریں؟

جواب: ہمارے نزدیک اور جمہور معتزلہ کے نزدیک بعض افعال کا حسن و قبح عقلی ہے اور بعض کا عقلی نہیں بلکہ شارع کے خطاب پر موقوف ہے۔ امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر چیز کا حسن و قبح شرعی ہے، عقلی نہیں۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقہ ان تمام احکام شرعیہ عملیہ کو دلائل سے جاننے کا نام ہے جن کے بارے وحی کا نزول ظاہر ہو چکا اور اجماع منعقد ہو چکا صحیح استنباط کے ملکہ کے ساتھ۔

سوال: فقہ جب ظنی چیز ہے تو اس پر "علم" کے لفظ کا اطلاق کیوں کیا؟

جواب: اس کے تین جواب ہیں:

← پہلا جواب یہ ہے کہ فقہ ظنی چیز نہیں بلکہ قطعی علم ہے کیونکہ جس کے بارے وحی کا نزول ظاہر چکا اور اجماع منعقد ہو چکا وہ ظنی نہیں، قطعی ہے۔

← دوسرا جواب یہ ہے کہ علم کا اطلاق جس طرح قطعیات پر ہوتا ہے اسی طرح ظنیات پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے: علم طب وغیرہ۔

← تیسرا جواب یہ ہے کہ جب شارع نے احکام میں غلبہ ظن کا اعتبار کیا تو یہ ایسے ہو گیا جیسے اس نے کہا: جب کسی حکم کے بارے مجتہد کا ظن غالب ہو گا تو اس سے حکم ثابت ہو گا۔ لہذا جہاں مجتہد کا غلبہ ظن پایا جائے گا وہاں قطعی طور پر حکم کا ثبوت بھی پایا جائے گا۔ لیکن یہ جواب اس کے مذہب کے مطابق صحیح ہے جس کے نزدیک ہر مجتہد مصیب ہے۔

سوال: اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: اصول فقہ چار ہیں:

← کتاب اللہ

← سنت رسول

← اجماع امت

← قیاس

قیاس پہلے تین کی فرع ہے کیونکہ اس کی علت انہی تین سے نکالی جاتی ہے۔

سوال: کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع امت سے ثابت ہونے والے قیاس کی مثال بیان کریں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- کتاب اللہ سے ثابت ہونے والے قیاس کی مثال: جیسے اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کی حرمت کو قیاس کرنا حالت حیض میں وطی کی حرمت پر۔ اس میں علت اذٰی ہے۔
- سنت رسول ﷺ سے ثابت ہونے والے قیاس کی مثال: جیسے چونے کے ایک قفیز کی دو قفیزوں کے ساتھ بیع کی حرمت کو قیاس کرنا گندم کے ایک قفیز کی دو قفیزوں کے ساتھ بیع پر۔
- اجماع سے ثابت ہونے والے قیاس کی مثال: جیسے زانیہ کی ماں کے ساتھ وطی کی حرمت کو قیاس کرنا اپنی لونڈی کے ماں کے ساتھ وطی کی حرمت پر۔

سوال: اصول فقہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب: ان قواعد کو جاننے کا علم ہے جنہیں فقہ تک پہنچے کا وسیلہ بنایا جاتا ہے تحقیق کے طریقے پر۔

سوال: کسی بھی دلیل شرعی سے کب حکم ثابت ہو گا؟

جواب: کسی بھی شرعی دلیل سے حکم ثابت ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

- وہ دلیل منسوخ نہ ہو۔
- اس دلیل کے کوئی دوسری دلیل معارض نہ ہو جو اس کے مساوی ہو یا اس سے راجح ہو۔
- وہ قیاس اجماع کے مخالف نہ ہو۔

سوال: محکوم بہ اور محکوم علیہ سے تعلق رکھنے والی مباحث کون سی ہیں؟

جواب: محکوم سے تعلق رکھنے والی مباحث جیسے مکلف کا فعل کہ اس کا عبادت ہونا، سزا ہونا وغیرہ۔ محکوم علیہ سے تعلق رکھنے والی مباحث جیسے اہلیت کو جاننا اور ان عوارض کو جاننا جو اہلیت پر عارض ہوتے ہیں کہ وہ آسمانی ہیں یا خود کمائے گئے ہیں۔

سوال: اصول فقہ کا موضوع کیا ہے؟

جواب: اصول فقہ کا موضوع ادلّہ شرعیہ اور احکام ہیں۔ کیونکہ اس علم میں ادلہ شرعیہ کے عوارض ذاتیہ کے بارے بحث کی جاتی ہے۔

سوال: ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: دلائل کے عوارض ذاتیہ کی تین قسمیں ہیں:

- وہ عوارض ذاتیہ جن کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ یہ احکام کو ثابت کرتے ہیں۔
- وہ عوارض ذاتیہ جن کے بارے میں بحث نہیں کی جاتی لیکن ان کا بحث سے دخل ہوتا ہے۔ جیسے ان کا عام ہونا، مشترک ہونا، خبر واحد ہونا وغیرہ۔

❖ کچھ عوارض ذاتی وہ ہے جو اس طرح بھی نہیں ہوتے جیسے ان کا قدیم ہونا، حادث ہونا وغیرہ۔

نوٹ: حکم کے عوارض ذاتیہ کی بھی یہی سیم تین قسمیں ہیں۔ فقس۔

سوال: مصنف نے اپنی کتاب کو کتنی قسموں میں تقسیم کیا ہے؟

جواب: مصنف نے اپنی کتاب کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے قسم شرعی دلائل کے بارے میں اور یہ چار ارکان پر مشتمل ہے۔ پہلا رکن کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے۔

سوال: قرآن مجید کی تعریف کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید وہ ہے جو ہم تک نقل ہوا مصاحف کے دو گتوں کے درمیان تواتر کے طریقے پر۔

سوال: قرآن مجید کی اس تعریف پر ابن حاجب نے کیا اعتراض کیا ہے؟

جواب: ابن حاجب نے قرآن مجید کی اس تعریف پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تعریف دور والی ہے یعنی اس میں دور لازم آرہا ہے اس طرح کہ قرآن کی تعریف کی گئی ہے اس کے ساتھ جو مصحف میں منقول ہے۔ اگر سوال کیا جائے مصحف کیا ہے تو جواب ہو گا جس میں قرآن لکھا ہوا ہے۔ لہذا یہ دور ہے۔ مصنف رحمت اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہاں دور لازم نہیں آتا اس لیے کہ مصحف کا معنی سب کو معلوم ہے لہذا اس کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: قرآن مجید کی یہ تعریف کیا ماہیت کی تعریف ہے؟

جواب: قرآن مجید کی یہ تعریف ماہیت کی تعریف نہیں ہے بلکہ اس کی ذات کو معین کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن مشترک ہے۔ کلام ازلی پر بھی بولا جاتا ہے اور اس پر بھی جسے پڑھا جاتا ہے۔ لہذا یہاں دو معنوں میں سے ایک کو معین کرنا ہے۔

سوال: ابن حاجب نے قرآن مجید کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: ابن حاجب نے قرآن مجید کی تعریف کی کہ قرآن وہ کلام ہے جو نازل کیا گیا جس کی ایک سورت بھی عاجز کرنے والی ہے۔

سوال: لفظ کی معنی کی طرف نسبت کرتے ہوئے کتنی تقسیمات ہیں؟

جواب: لفظ کی معنی کی طرف نسبت کرتے ہوئے چار تقسیمات ہیں:

- پہلی تقسیم لفظ کی معنی کے لیے وضع کے اعتبار سے۔
- دوسری تقسیم لفظ کے معنی میں استعمال ہونے کے اعتبار سے۔
- تیسری تقسیم معنی کے ظہور، خفا اور ان کے مراتب کے بارے میں۔
- تیسری تقسیم لفظ کے معنی پر دلالت کی کیفیت کے بارے میں۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے نظم بولا ہے لفظ کیوں نہیں کہا؟

جواب: اس لیے کہ لفظ کا لغوی معنی ہے پھینکنا اور نظم کا مطلب ہے موتیوں کو لڑی میں پرونا چونکہ لفظ کے معنی میں بے ادبی کا پہلو ہے اس لیے اس کو ذکر نہیں کیا۔

سوال: خاص، عام، مشترک، مؤول کی تعریف بیان کریں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- خاص: وہ ہے جسے معین معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے زید۔
- عام: وہ ہے جسے کثیر غیر متناہی معانی کے لیے وضع کیا گیاہو۔ ما ، من ، مسلمون۔
- مشترک: وہ ہے جسے مختلف وضعوں کے اعتبار سے کثیر معانی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے لفظِ عین۔
- مؤول: اگر مشترک کے کثیر معانی میں سے کوئی معنیٰ غالب رائے کے ساتھ ترجیح پاجائے تو اسے مؤول کہتے ہیں۔

سوال: خاص کا حکم اور اس پر تفریعات بیان کریں؟

جواب: خاص کا حکم:

خاص کا حکم یہ ہے کہ یہ حکم کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔

تفریعات

خاص کے حکم پر پہلی تفریع:

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قرؤ﴾ کہ طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین قروء تک روکے رکھیں۔ اس مثال میں لفظ "ثلاثۃ" خاص ہے جو معین معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے یعنی

تین کے عدد کے لیے۔ لہذا اس پر عمل کرنا واجب ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرء سے مراد طہر ہے کیونکہ نحوی قاعدہ ہے کہ تین سے لے کر دس تک کی تمییز تذکیر و تانیث میں ایک دوسرے کی مخالف ہوتی ہے یعنی اگر پہلا جز مذکر ہو تو دوسرا مؤنث ہو گا۔ اس لیے وہ فرماتے ہیں قرء سے مراد طہر ہے کیونکہ پیچھے ثلاثۃ مؤنث ہے۔

جبکہ ہم کہتے ہیں قرء سے مراد "حیض" ہے اس لیے کہ طلاق طہر میں دی جاتی ہے لہذا جس طہر میں طلاق دی جائے اس کو شمار کریں گے یا نہیں؟ اگر شمار نہیں کریں گے تو تین طہر سے زیادہ ہو جائیں گے اور لفظ ثلاثہ پر عمل نہیں ہو گا اور اگر جس طہر میں طلاق دی ہے اس کو شمار کریں تو پھر تین مکمل نہیں ہوں گے اس صورت میں بھی لفظ ثلاثہ پر عمل نہیں ہو گا لہذا قرء سے مراد حیض ہی لیں گے تا کہ کتاب اللہ کے خاص لفظ ثلاثہ پر عمل کیا جاسکے اور اس کے مقابلے میں تمہارا ایک قیاس ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

خاص کے حکم پر دوسری تفریع:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:﴿قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم﴾ تحقیق ہم جانتے ہیں جو ہم نے شوہروں پر ان کی ازواج کے بارے میں حق مہر مقرر کیا۔ اس مثال میں لفظ "ما فرضنا" خاص ہے لہذا اس پر عمل ضروری ہے۔ جبکہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ نکاح عقود مالیہ کی طرح ہے اور اسے انہی پر قیاس کیا جائے گا جیسا کہ بیع و شرا میں ہوتا ہے یعنی اگر زوجین دو روپے پر یا پانچ روپے پر مثلاً راضی ہو جائیں تو حق مہر یہی قرار پائے گا جبکہ ہم کہتے ہیں قرآن مجید میں مہر کی مقدار مقرر کی گئی ہے جس میں اجمال ہے اور اس کی تفصیل حدیث میں بیان کی ہے کہ مہر دس درہم سے کم نہیں لہذا مہر 10 درہم ہی دیا جائے گا اس سے کم نہیں ہو سکتا کیونکہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل ضروری ہے۔

ہمارے دیگر کتب کے نوٹس اور مختصر تالیفات کے نام

فتاویٰ شامی کتاب الطلاق کے نوٹس سوالاً جواباً

کتاب البیوع کے نوٹس سوالاً جواباً

کتاب الوقف کے نوٹس سوالاً جواباً

المعتقد المنتقد کے نوٹس سوالاً جواباً

الاشباہ والنظائر کے نوٹس سوالاً جواباً

شرح عقود رسم المفتی کے نوٹس سوالاً جواباً

عقیدۂ طحاویہ کے معروضی سوالات

اجل الاعلام کا خلاصہ اور نقشہ جات

نور الایضاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔

قدوری شریف کے نوٹس سوالاً جواباً

ہدایہ شریف کے نوٹس سوالاً جواباً

اصول الشاشی کے نوٹس سوالاً جوابا

حُسامی کے نوٹس سوالاً جواباً

توضیح تلویح کے نوٹس سوالاً جواباً

شرح ملّا جامی کے نوٹس سوالاً جواباً

کافیہ کے نوٹس سوالاً جواباً

ہدایۃ النحو کے نوٹس سوالاً جواباً

شرح مائۃ عامل کے نوٹس سوالاً جواباً

مرقات کے نوٹس سوالاً جواباً

نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے نوٹس سوالاً جواباً

تیسیر مصطلح الحدیث کے نوٹس سوالاً جواباً

مقدمۃ الشیخ کے نوٹس سوالاً جواباً

مناظرہ رشیدیہ کی تعریف

تلخیص المفتاح کے نوٹس سوالاً جواباً

مختصر المعانی کے نوٹس سوالاً جواباً

دروس البلاغہ کے نوٹس سوالاً جواباً

علم حدیث اور فقہاء احناف

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات

سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حجیت حدیث اور منکرین حدیث کا رد

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی حقوق

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت

تراجم المصنفین

آسان قواعد النحو

سات روزہ دورۂ نحو

صرف و نحو کے نقشہ جات

المعتقد المنتقد کے معروضی سوالات

یہ سب کتب اور نوٹس پڑھنے اور فری ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے گوگل پر اُردو میں سرچ کریں: مفتی احمد نواز قادری کے نوٹس۔

احمد نواز قادری عطاری جلالی